جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہدایت نامہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍اپریل ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی:-

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (اٰل عمران:۶۵)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''قرآنی تعلیم کا دوسرا کمال' کمالِ تفہیم ہے یعنی اُس نے اُن تمام راہوں کو سمجھانے کے لئے اختیار کیا ہے جو تصور میں آ سکتے ہیں۔ اگر ایک عامی ہے تو اپنی موٹی سمجھ کے موافق اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اگر ایک فلسفی ہے تو اپنے دقیق خیال کے مطابق اس سے صداقتیں حاصل کرتا ہے اور اس نے تمام اصولِ ایمانیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے دکھلایا ہے اور آیت تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ میں اہل کتاب پر یہ حجت پوری کرتا ہے کہ اسلام وہ کامل مذہب ہے کہ زوائد اختلافی جو تمہارے ہاتھ میں ہیں یا تمام دُنیا کے ہاتھ میں ہیں، ان زوائد کو نکال کر باقی

اسلام ہی رہ جاتا ہے۔‘‘　　　(تفسیر سورۃ آل عمران جلد دوم صفحہ ۱۲۴)

اِس آیت کریمہ میں بہت سی باتوں کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے ایک یہ کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہدایت نامہ ہے اور ہم لوگ جو جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی یا کوئی ایک لفظ بھی یا کوئی ایک حرف بھی یا کوئی ایک زیر اور زبر بھی منسوخ نہیں ہوسکتی۔ جماعت احمدیہ کا یہ مذہب اور عقیدہ ہے کہ جس رنگ میں قرآن کریم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسی شکل میں بغیر کسی ردّوبدل کے یہ ہم تک پہنچا ہے اور اپنی اسی اصلی اور حقیقی شکل میں قیامت تک قائم رہے گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لفظ ’’ قُلْ ‘‘ کا مخاطب کون ہے؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے پہلے مخاطب تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن چونکہ یہ قیامت تک کے لئے ایک ہدایت ہے اس واسطے یہ حکم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ کے وصال کے بعد اس آیت کو یا اس حکم کو جو قُلْ میں آیا ہے لوگ اسے منسوخ سمجھتے۔ دراصل اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر متبع کو کہا گیا ہے کہ وہ بیان شدہ مضمون کے مطابق اہل کتاب کو دعوت دے۔

پس جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فرض تھا کہ آپ اس آیت کی روشنی میں اہلِ کتاب کو دعوت دیتے اور جیسے آپ اپنی زندگی میں احسن طور پر بجالائے اسی طرح ہر سچے مسلمان کا جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا اور قرآن کریم کو ہمیشہ کے لئے ہدایت اور شریعت سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اس حکم کے ماتحت اہلِ کتاب کو اسلام کی طرف اس رنگ میں دعوت دے جس رنگ میں کہ یہاں مضمون بیان ہوا ہے۔

دوسری بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چھوٹے سے اقتباس میں جو اشارے ہیں میں انہی کی وضاحت کروں گا) قرآن کریم نے توحید باری تعالیٰ کے بارہ میں زبردست دلائل بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ تمام مذاہب توحید کے قیام کے لئے آئے تھے اور تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔ یہ محض ایک دعوت نہیں کیونکہ عیسائیت میں مثلاً بعض ایسے لوگ ہیں کہ جو تثلیث کے قائل ہیں

اور ان پر تو بظاہر تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کا اطلاق نہیں ہوتا اور اہلِ کتاب میں سے مثلاً یہودیوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کو قریباً خدا کا درجہ دے دیا تھا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے بھی تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ کا یہ نعوذ باللہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ مسلمان بھی اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے قائل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس بات کے ثبوت میں اس قدر زبردست عقلی اور نقلی ثبوت دیئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اہلِ کتاب میں سے کوئی فرقہ اگر کسی کو مقام خدائی دے یا خدا بنا دے یا خدا کا بیٹا بنا دے تو قرآن کریم اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے اور قرآن کریم کی شریعت نے اس ذمہ داری کو احسن طور پر نباہا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہنے والے لوگ غلطی پر ہیں اسی طرح ایک ایسے عیسائی مخاطب کو جو تثلیث کا قائل ہے اُس پر یہ ثابت کیا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ غلط ہے خدا واحد ویگانہ ہے اور یہ عقائد اختلافی جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اقتباس میں ذکر کیا ہے یہ وہ زوائد یا غلط باتیں ہیں جو لوگوں نے اپنے مذہب میں شامل کرلیں لیکن اسلام نے کہا کہ میں دُنیا پر یہ بات ثابت کروں گا کہ یہود و نصاریٰ اور ایسے ہی دوسرے مذاہب جن پر کتابیں اُتری تھیں لیکن اُنہوں نے ان میں ملاوٹ کردی اُن میں تحریف کردی یا اُن میں تبدیلی کر کے ان کی شکل کو بگاڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ توحید کی راہ سے بھٹک گئے۔ کوئی زیادہ بھٹکا اور کوئی کم بھٹکا لیکن جو بھٹک گیا وہ تو بھٹک گیا قرآن کریم نے اس آیت میں یہ ذمہ داری لی ہے کہ وہ یہ ثابت کرے گا کہ توحید سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ہے ہر نبی توحید کے قیام ہی کے لئے آیا تھا اور یہ ایک ایسا مسئلہ جس میں باوجود ظاہری اختلاف کے ہمارا اور تمہارا کوئی اختلاف نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ دلائل ساطعہ اور حجج قاطعہ کے ساتھ یہ ثابت کرے گا کہ اے اہل کتاب! تم غلط راہ پر ہو۔ اس جگہ اور چیزیں تو بعد کی باتیں ہیں لیکن تبلیغ یہاں سے شروع کی کہ اس بات پر ہمیں اور تمہیں اکٹھا ہونا پڑے گا اور ہم تمہیں ثبوت دیں گے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم دُنیا کے ہاتھ میں پکڑا کر اور زبردست دلائل دے کر یہ ثابت کر دیا کہ نہ اَرْبَابًا مِّنْ

دُوْنِ اللّٰهِ کا عقیدہ صحیح ہے اور نہ تثلیث یعنی ایک اور دو اور تین خدا (ایک تین اور تین ایک) ہیں۔ یہ سب نامعقول باتیں ہیں اور انسانی فطرت اور اس کی ضمیر کے خلاف عقیدے ہیں۔ لفظی طور پر ساری کتب سماویہ کے کچھ حصے محفوظ ہوتے ہیں ہر چیز تو نہیں بدل جاتی اُن مذاہب کی جن کو ہم اہل کتاب کہتے ہیں (ویسے بعض ایسے مذاہب بھی ہیں جن کو بد مذہب کہا جاتا ہے اُن کو ان کی فطرت کی طرف ہم توجہ دلائیں گے)۔ اور ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب ہمارے ہاتھ میں دے کر اور اس کی بہترین تفسیر کر کے دُنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ واقع میں یہ کلمہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ ہم سوائے خدائے واحد کے کسی کی عبادت نہ کریں۔ ہم صرف خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والے ہوں۔ یہ ہے بنیادی طور پر مشترک عقیدہ جس کے بغیر مذہب لاشیٔ محض ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں اگر خدا ہی نہیں تو پھر مذہب کوئی چیز نہیں انسان کی اپنی عقل کے ڈھکوسلے ہیں اور بس۔ اور اگر خدا ہے اور یقیناً ہے تو وہ ایک ہی ہے باقی سارے عقائد وساوس اور توہمات ہیں اور سب غلط اور بے ہودہ ہیں اور قرآن کریم نے ان کی غلطی کو ثابت کیا ہے۔ اس لئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے قُلْ کو ہم منسوخ نہیں سمجھ سکتے ہم احمدی یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا کوئی لفظ منسوخ نہیں۔ چودہ سو سال گزر گئے اور آج بھی قرآن کریم ہر ایک کے کان میں کہتا ہے قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

پس جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے امت محمدیہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو پہلے دن ہی سے مقربین الٰہی کا ایک گروہ ہمیں نظر آتا ہے جن کو قرآن کریم کا علم اور اس کے اسرار روحانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے اور اُنہوں نے کسی مذہب کے مقابلے میں کبھی یہ وہم پیدا نہیں ہونے دیا کہ قرآن کریم خود بنیادی طور پر اور دوسرے مذہب کے مقابلہ میں بھی توحید خالص کو ثابت نہیں کرتا لیکن اس آیت میں اہلِ کتاب کے مقابلہ میں قرآن کریم کی یہ قوت اور یہ طاقت اور اس کے یہ دلائل اشارۃً بیان ہوئے کہ قرآن کریم توحیدِ خالص کو قائم کرنے والا ہے۔

پس مخلصین اور مقربین کا جو گروہ امتِ محمدیہ میں پہلے دن سے آج تک پیدا ہوتا رہا ہے

اُنہوں نے یہ ثابت کیا کہ قرآن کریم کا کوئی لفظ واقع میں منسوخ نہیں۔ محض یہی نہیں کہ اس نے مخاطب کر دیا اور مخاطب تھا کوئی نہیں، پھر تو فضا اور ہوا کو مخاطب کیا نا! دراصل ہر سچا مسلمان اس کا مخاطب ہے اور ذمہ دار ہے اس بات کا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کو اس بات کا قائل کرے کہ خدائے واحد و یگانہ کا تصور ہم میں قدر مشترک ہے اور یہ کہ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اس میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ قرآن کریم نے قُلۡ کہہ کر کس کو مخاطب کیا ہے؟ قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب مطہرین کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ پکاریں يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ لیکن اگر کوئی ولی اللہ ہی نہیں اور اس قُلۡ کا مخاطب ہی نہیں تو مخاطب پھر کس کو کیا گیا ہے درآنحالیکہ قرآن کریم کا تو کوئی لفظ بھی منسوخ نہیں ہوسکتا اس واسطے قرآن کریم کے مخاطب چاہیے جو جی ہوں قرآن کریم کہتا ہے کہ اہل کتاب سے کہو اور اُن کو اِس بات کی دعوت دو کہ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ ۔ تَعَالَوۡا میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ثابت کریں کہ توحید خالص کے خلاف لوگوں کے جو عقیدے ہیں وہ غلط اور بے بنیاد ہیں۔ بالکل نامعقول اور غیر فطری ہیں بلکہ اُن کی اپنی مذہبی کتب کے خلاف ہیں کیونکہ اُن کے مذہبی عقائد بدل گئے۔ اس کی نشاندہی اسلام نے کی اور پھر امت محمدیہ بھری ہوئی ہے ان مطہرین کے گروہ سے کہ جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں اور ملک ملک میں اور شہر شہر میں پیدا ہوتے رہے اور وہ اس بات کے اہل تھے کہ قرآن کریم اُن کو مخاطب کر کے کہتا کہ تمہیں ہم کہتے ہیں کہ جاؤ اور عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے اہل کتاب کو پکارو اور انہیں ایک کلمہ پر اکٹھے کرو جو ہمارے اور ان کے درمیان قدرِ مشترک کے طور پر ہے۔ ایسی صورت میں وہ آدمی جو تثلیث کا قائل ہے وہ کہے گا کہ کہاں ہے قدر مشترک؟ مَیں اس نکتے کو دہرا دیتا ہوں تا کہ ہمارے بچے بھی سمجھ جائیں۔ عیسائیوں کا وہ فرقہ جو کہتا ہے تین خدا ہیں جب وہ اس آیت پر پہنچے گا تو وہ کہے گا کہ تین خداؤں کو ماننے والے تو اس کو مشترک نہیں سمجھتے کہ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ پس اِس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ امت محمدیہ کے مطہرین کا کام ہے اور اہلیّت اُن کو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے اس بات کی کہ وہ

یہ ثابت کریں کہ واقعہ میں یہ مشترک ہے اور ثابت کریں عقلی دلائل کے ساتھ اور ثابت کریں خود اُن کی کتب کے حوالوں کے ساتھ۔ چودہ سو سال سے امت محمدیہ اپنی شاہراہِ تاریخ پر چلتی رہی ہے اور لاکھوں کروڑوں انسان ایسے نظر آتے ہیں جو اس بات کے اہل تھے اور انہوں نے یہ ثابت کیا کہ قُلْ کا لفظ یوں ہی استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کے مخاطب ہمیشہ خدا تعالیٰ نے موجود رکھے ہیں اور اگر اس کے باوجود لوگ ان دلائل کو نہ مانیں اور اپنی فطری فراست کے خلاف بات کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور جو دوسرے نشان خدائے واحد و یگانہ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہیں وہ دیکھیں پر نہ دیکھیں۔ محض عقلی دلائل کافی نہیں بلکہ ہمارا زندہ خدا اپنے وجود پر آسمانی نشانوں کے ذریعہ مہر ثبت کرتا ہے۔ اپنی زندہ طاقتیں انسانوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور انسان مجبور ہو جاتا ہے یہ ماننے پر کہ واقعی خدا تعالیٰ ہے کیونکہ وہ اپنی ہستی کے نشان دکھاتا ہے اور شمار نہیں ہو سکتا اُن آسمانی نشانوں کا جو امت محمدیہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملے۔ اُن کا بالکل شمار نہیں ہو سکتا اور یہ مَیں کوئی مبالغہ نہیں کر رہا واقعہ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ تو لمبی بات ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جماعت احمدیہ کو جو نشان ملے ان کا بھی شمار نہیں ہو سکتا اور شمار کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ جس آدمی نے پیسہ پیسہ جوڑا ہو وہ شمار کیا کرتا ہے اور گنتا ہے اپنی دولت کو اور کہتا ہے میرے پاس دس ہزار روپے ہو گئے ہیں، میرے پاس پچاس ہزار روپے ہو گئے ہیں، میرے پاس دس لاکھ یا ایک کروڑ یا پانچ کروڑ روپے ہو گئے ہیں۔ گویا وہ اپنی دولت کا شمار کرتا رہتا ہے اور اسی طرح جو لوگ کنوؤں سے جھجھریاں سروں پر اُٹھا کر لاتے ہیں (بعض علاقوں میں زمیندار مرد اور عورتیں کنوئیں سے پانی لے کر آتی ہیں) اُن کے گھروں میں بھی پانی کا شمار ہوتا ہے کہ تین گھڑے ہیں یا چار گھڑے ہیں اور بعض دفعہ ماں بچوں کو کہتی ہے دیکھنا تھوڑا سا پانی رہ گیا ہے ابھی پانی لانے میں دیر ہے اس لئے احتیاط سے استعمال کرو لیکن جو آدمی صاف اور شفاف پہاڑی چشمے کے کنارے بیٹھا ہو اس کے تو پانی کا شمار نہیں ہوتا کیونکہ وہ گھڑوں میں پانی سنبھال کر نہیں رکھتا اس کے لئے تو ہر وقت پینے والا برف کی طرح ٹھنڈا بالکل صاف اور ہر قسم کی ملاوٹوں سے پاک پانی میسر ہے۔ پس جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو (مَیں اس وقت بحیثیت جماعت بات کر رہا ہوں) اُس پر

خدا تعالیٰ کے نشانات آسمان سے بارش کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں اور پھر قرآن نے کہا ہے کہ بارش کے قطروں کو گنا جاسکتا ہے لیکن خدا کے فضلوں کو اور اس کی رحمت کی جو بارش ہے اس کے قطروں کو نہیں گنا جاسکتا، بارش کے قطرے بھی کہاں گنے جاسکتے ہیں لیکن وہ تو ایک مادی فضل اور رحمت ہے جو روحانی فضل نازل ہوتے ہیں ان کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے۔

پس خدا تعالیٰ اپنے وجود پر اپنے قادرانہ تصرفات سے مہر لگاتا ہے اور وہ ایسے عظیم معجزات دکھاتا ہے کہ دنیا ان کا انکار نہیں کر سکتی۔ مثلاً کمیونزم کو لے لو اور خدا کی شان دیکھو کہ ابھی لینن نے عملاً کوئی قدم نہیں اُٹھایا تھا (تھیوری الگ چیز ہے) لیکن ابھی کوئی ملک کمیونسٹ نہیں ہوا تھا اور لینن وہ شخص ہے جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک دن سر جوڑا اور یہ پروگرام بنایا کہ روس میں کوئی انقلابی تحریک شروع کی جائے۔ چنانچہ جس دن لینن نے سر جوڑا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اس سے کئی ہفتے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا تھا کہ روس میں ایک انقلاب عظیم آنے والا ہے۔ ایک دفعہ ایک کمیونسٹ سائنٹسٹ پاکستان میں آئے۔ انہوں نے تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے دعوت قبول کی اور یہاں تقریر بھی کی۔ اُس وقت مَیں کالج کا پرنسپل تھا مَیں نے اُن کے کانوں میں یہی بات ڈالی کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں جو دہریہ دماغ ہے اس پر خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے زبردست نشانات بہت اثر کرتے ہیں۔ دنیوی لحاظ سے اُن کے دماغ گو بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن الٰہی نشانات کو وہ Explain نہیں کر سکتے اور ان کی وجوہات بیان نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب مَیں نے اُن کو یہ بات بتائی کہ تمہیں نہیں پتہ تھا کہ روس میں کیا ہونے والا ہے لیکن ہمیں پتہ تھا بحیثیت جماعت کیونکہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جماعتِ احمدیہ کو بتا دیا تھا کہ روس میں ایک عظیم انقلاب بپا ہونے والا ہے اور یہ زار روس کی حکومت ختم ہو جائے گی جب اُس نے یہ بات سنی تو اس کی طبیعت پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

غرض اسلام نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایک مسلمان کے ہاتھ میں جہاں زبردست عقلی دلائل دیئے جن کا انسانی دماغ خواہ وہ کتنا ہی بہکا ہوا کیوں نہ ہو مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہاں خدا تعالیٰ کی توحید کو ثابت کرنے کے لئے آسمانی نشان بھی امت کے بزرگوں کو، امت کے

اولیاء کو، امت کے مقربین کو اور امت کے مطہرین کو دیئے اور مسلمانوں کے ذہنوں کو کھولا اور یہ سلسلہ پہلے دن سے چلا آ رہا ہے اور قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ اس وقت بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اب تو ہمیں آسمانی نشانوں کی ضرورت نہیں، ہم اپنی عقلوں ہی سے مسائل کو حل کر لیں گے یہ اُن کی بدقسمتی ہے لیکن میں اُن کی بات نہیں کر رہا۔ مَیں تو اپنی بات کر رہا ہوں، جماعت احمدیہ کی بات کر رہا ہوں ہم یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنا ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ اپنی توحید کو ثابت کرنے کے لئے اور اسلام کی سچائی کو دُنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو انسان کے دل میں بٹھانے کے لئے اُمتِ مسلمہ میں سے اس گروہ کو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عزت کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آسمانی نشان عطا کرتا ہے تا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی حقّانیت دُنیا پر ثابت ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اہلِ کتاب ان عقلی اور نقلی دلائل کے باوجود اور ان زبردست آسمانی نشانوں کے باوجود اس کلمہ کی طرف سے اُس صداقت کی طرف نہ آئیں جو ایک مسلمان اور غیر مسلم اہلِ کتاب میں مشترک ہے اور وہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ربّ بنائیں۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا۔ پھر اگر وہ پھر جائیں اور خدا کے علاوہ اور معبود بنا لیں اور شرک کرنے لگیں تو فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اُن (اہل کتاب) کو کہہ دیں کہ تم گواہ رہو بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ہم مسلمان ہیں خداتعالیٰ کے کامل فرمانبردار ہیں اور خدائے واحد و یگانہ کی پرستش کرنے والے ہیں۔ اس لئے جب جماعتِ احمدیہ کے افراد خداتعالیٰ کے ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے قرآن کریم کو سمجھنے کے بعد عقلی اور نقلی دلائل سے اپنی جھولیاں بھر لینے کے بعد اور آسمانی نور کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لینے کے بعد اور آسمانی نشانات دنیا کے سامنے پیش کر کے خداتعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کے اہل ہو جانے کے بعد پھر بھی دنیا اگر ان کو مسلمان نہ سمجھے تو یہ ان کی مرضی ہے۔ جماعت احمدیہ کو یہ حکم ہے کہ فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا ایسے

لوگوں سے کہہ دیں تم گواہ رہو کہ ہم اعلان کر رہے ہیں بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۔ ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کے ماتحت اور ان تمام باتوں کے باوجود آج یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہم قرآن کریم کی اِس آیت کے مطابق مسلمان ہیں۔ ہم دُنیا میں یہ اعلان کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں ہم خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت کرنے والے ہیں۔ اگر ہم کامل اطاعت کرنے والے نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ کے پیار اور اُس کی رضا کو کیسے پا لیتے، خدا کی توحید کو دُنیا میں قائم کرنے کے اہل کیسے ہو جاتے۔ اس واسطے دُنیا بے شک کہے کہ احمدی مسلمان نہیں یہ اُن کی مرضی ہے زبردستی تو کسی پر نہیں کی جا سکتی لیکن قرآن کریم کی یہ آیت ایک احمدی کو یہ کہتی ہے کہ تم دُنیا میں یہ اعلان کر دو اور ان کو مخاطب کر کے کہو کہ تم گواہ رہو کہ جو علامتیں مسلمانوں میں پائی جانی چاہئیں وہ ہم میں پائی جاتی ہیں اس لئے ہم مسلمان ہیں۔

پس دوستوں کو اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ جماعتِ احمدیہ کو اپنی اجتماعی زندگی میں بھی اور جماعت کے افراد کو اپنی انفرادی زندگی میں بھی توفیق دیتا چلا جائے کہ وہ اسلام کی روح کو سمجھنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ سے حقیقی اور خالص محبت کرنے والے ہوں اور اسلام کی حقانیت کو ہر پہلو سے پرکھ لینے کے بعد اُسے ایک حقیقتِ زندگی سمجھنے والے ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ہمیشہ اپنے سینوں میں سمندر کے پانی کی طرح موجیں مارنے والا پاتے رہیں اور کبھی خدا تعالیٰ سے دُوری اُن کے مقدر میں نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہی وہ خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے دیکھنے والے ہوں اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲؍جون ۱۹۷۶ء صفحہ ۲ تا ۵)

۞۞۞